سہ ماہی

اردو ادب

اردو ادب

اڈیٹر

خلیق انجم

انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دلّی

اردو ادب

شمارہ(۳)، (۴) ۱۹۸۶ء

سالانہ قیمت ——— چالیس روپے
فی شمارہ ——— دس روپے
بہ اہتمام ——— ایم حبیب خاں

پرنٹر پبلشر ایم حبیب خاں نے ثمر آفسیٹ پرنٹرس دلی میں چھپوا کر انجمن ترقی اردو (ہند) اردو گھر راؤز ایونیو نئی دلی سے شائع کیا۔

فہرست

حفیظ اللہ نیولپوری

اڑیسہ میں اُردو صحافت

اڑیسہ میں اُردو صحافت کی تاریخ کچھ زیادہ قدیم نہیں ہے۔ بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں اُڑیسہ میں اُردو کے تہذیبی اور علمی مرکز کٹک سے مولوی محمد عمر کی ادارت میں ماہ نامہ المنصور کا اجراء ہوا اڑیسہ میں اُردو صحافت کا یہ پہلا قدم تھا۔ چونکہ یہ اڑیسہ کا واحد ادبی، ثقافتی اور مذہبی رسالہ تھا۔ اس لیے اس عہد کے عام مسائل کی نشاندہی کرنا اور اُن کا حل" تلاش کر کے عوام کو صورتِ حال سے روشناس کرانا گویا اس رسالہ کا نصب العین تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ اڑیسہ اُردو کے مرکز سے دور ہونے کے باوجود اس کے مرکزی شہروں اور نواحی علاقوں میں لوگوں کے درمیان اردو کا ادبی اور تہذیبی ذوق فروغ پا رہا تھا اور عوام کے اندر سیاست سے خاصی دلچسپی پیدا ہو رہی تھی۔

ابتدائی دور میں ہر نئے رسالے کے لیے انتہائی صبر آزما حالات سامنے آتے ہیں۔ طرح طرح کی پیچیدگیوں سے گزر کر جریدہ قاری کے ہاتھوں میں آتا ہے۔ اگر کسی جریدے کے مدیر میں صحافت کا ذوق اور حالات و مشاہدات کی روشنی میں حقائق کا ٹھوس تجزیہ ہو تو اس رسالے کی مقبولیت کے ساتھ ساتھ اُس کے قارئین کا حلقہ بڑھ جاتا ہے۔ لیکن 'المنصور' چند شماروں ہی تک محدود رہا، اور اُس کے قارئین کا حلقہ بھی وسائل کی کمی کی بنا پر وسیع نہ ہو سکا۔ ان تمام دشواریوں کے باوجود 'المنصور' کے جو شمارے بھی منظرِ عام پر آئے۔ اڑیسہ میں اُردو کی صورتِ حال اور سماجی و تہذیبی تناظر میں ترسیل و ابلاغ کے باب میں خاصی اہمیت کے حامل تھے۔ اُس زمانے میں کٹک میں باقاعدگی کے ساتھ مشاعرے منعقد ہوا کرتے تھے۔ اس رسالے میں مذہبی مضامین، مقامی خبریں اور مشاعروں میں پیش کیا گیا کلام بھی شائع ہوتا تھا۔

اڑیسہ میں اُردو کا پہلا لیتھو پریس "مطبع منظہر النصائح" تھا۔ جس میں مولوی محمد سلطان راجی کی متعدد کتابیں شائع ہوئیں۔ مولوی محمد سلطان راجی کے منظوم اردو خطبوں کا مجموعہ "مجموعہ خطبہائے دوازدہ ماہی" ۱۲۸۶ھ میں شائع ہوا۔ ان کی دوسری کتاب "معرفتِ خدا اور رسولؐ" اسی پریس میں ۱۲۸۷ھ میں شائع ہوئی اور ان کی تیسری کتاب "مہتاب المجالس" اسی پریس سے ۱۳۰۳ھ میں شائع ہوئی۔ اس سے یہ نتیجہ بہ آسانی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جس پریس سے اردو کی پہلی کتاب ۱۲۸۶ھ میں اور آخری دستیاب شدہ کتاب ۱۳۰۳ھ میں شائع ہوئی ہو تو یہ پریس کم از کم ۱۸ سال تک طباعت کے کام انجام دیتا رہا، لیکن اس دوران کسی رسالہ یا جریدہ کی اشاعت کی جانب کسی نے توجہ نہ دی اور اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ دورِ مذکور میں اُردو صحافت کی جانب کسی کی خاص دلچسپی نہ تھی۔

ہفتہ وار "مسلم گزٹ" کٹک

ہفتہ وار مسلم گزٹ کی اشاعت سے اُڑیسہ میں اُردو صحافت کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز ہوتا ہے، "مسلم گزٹ" بلٹز سائز کے آٹھ صفحات پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔ اُس اخبار کے مدیر سید فضل الرحمٰن قاسمی تھے اور یہ اخبار کٹک کے لکشمی نارائن پریس میں اُردو ٹائپ سے چھپتا تھا۔ "مسلم گزٹ" کی حاصل شدہ کاپیوں میں پہلی کاپی جلد ۱، شمارہ ۳ ہے جو کٹک سے ۷؍ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷؍جون ۱۹۳۷ء کو شائع ہوئی۔ یہ اخبار ہلکے مٹیالے رنگ کے نیوز پرنٹ کاغذ پر اُڑیسہ میں اُردو صحافت کی تاریخ میں اُردو کی واضح طباعت کی اعلیٰ نشانیاں پیش کرتا ہے۔

"مسلم گزٹ" کے زیرِ نظر شمارے میں جہاں ۱۷ شاہ سرخیوں کے تحت صوبہ اور بیرونِ صوبہ کی اہم معلوماتی خبریں ہیں، وہیں عرب ممالک کے دوسرے ممالک کے ساتھ خارجی تعلقات اور مغربی ممالک کے اساسی حالات پر تبصرہ بھی ہے۔ مسلم گزٹ کے اداریے خصوصی توجہ اور اہمیت کے حامل ہوتے تھے، جو اخبار کے مدیر کی دور اندیشی اور حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں ان کے مشاہدات اور علمی بصیرت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ "مسلم گزٹ" کے تیسرے شمارے میں اُڑیسہ میں "ینگ مسلم ایسوسی ایشن" کے قیام اور اُس کی تنظیم کے بارے میں اداریہ ہے۔ یہ ماضی کی ایک ایسی قومی شاہراہ ہے، جس پر ۳۵ سال کی طویل مدت کے بعد آج کٹک کے مسلم نوجوانوں کا قائم کردہ "مسلم یوتھ کلچرل

ایسوسی ایشن" (١٩٧٨ء) گامزن ہے۔

"مسلم گزٹ" میں مقامی و بیرونی خبروں کے علاوہ قومی و بین الاقوامی مسائل پر روشنی ڈالی جاتی تھی اور اس میں لازمی طور پر ادبی گوشہ بھی ہوا کرتا تھا۔ "مسلم گزٹ" کے ہر شمارے کی قیمت صرف ایک آنہ ہوا کرتی تھی۔ اس کی طباعت صاف اور واضح، مضامین دلچسپ، خبریں معلوماتی اور مسائل توجہ طلب ہوتے تھے۔ آخری صفحے پر چند اشتہارات بھی شریک اشاعت ہوتے تھے۔

اُڑلیسہ کے معروف شاعر سید برکت اللہ برکتؔ اُردو کے کارواں کو داغِ مفارقت دے کر اپنی جان جانِ آفریں کے حوالے کر چکے ہیں اور اُن کا شعری اثاثہ ان کے ورثا کی عدم توجہی کی بنا پر خرد برد ہو چکا ہے۔ "مسلم گزٹ" میں مطبوعہ اُن کی نظمیں قابلِ ذکر ہیں، جن میں شاعر کی قادر الکلامی، پرگوئی اور فکری بلندی کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ عام طور پر "مسلم گزٹ" کے ہر شمارہ کے صفحۂ اوّل پر اڑیسہ کے معروف و مقتدر شعرا کا کلام شائع کیا جاتا تھا۔ مولانا سید برکت اللہ برکتؔ کے ساتھ ساتھ عبدالحلیم نقیبؔ مونگڑوی کی تخلیقات بھی "مسلم گزٹ" کی زینت بنتی تھیں۔ شیخ غلام غوث (مصنف نبی العربی) اور اُن کے فرزندِ ارجمند شیخ انور حسین (ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل اکسائز اینڈ کسٹم) کے مضامین بھی اُس میں اشاعت پذیر ہوتے تھے۔ مولانا برکت اللہ برکتؔ کے مندرجہ ذیل چند اشعار سے "مسلم گزٹ" کے مطمحِ نظر پر خاصی روشنی پڑتی ہے:

اے مرے مسلم گزٹ اے آبروئے مومنیں
اے کفیلِ قوم اے سرمایۂ دنیا و دیں
اے کہ اظہارِ حقیقت تیرا ہر عنوان ہے
تحریر تری ہر یک گنجینۂ عرفان ہے
درسِ تہذیب و تمدن ہے ترے اوراق میں
ارتقائے قوم مضمر ہے ترے اسباق میں
تیرا سینہ رازدارِ ملتِ اسلام ہے
تیرا دل حُبِّ الٰہی کا چھلکتا جام ہے
احتجاجِ قوم کا بس ذریعۂ واحد ہے تو

زندگانی کا ہماری یک فقط شاہد ہے تو
زندگی تیری ثبوتِ زندگی، قوم ہے
ابتری تیری دلیلِ ابتری قوم ہے
کوکبِ اقبال و تمکین تا ابد رخشندہ باد
بر سرِ چرخِ اُڑیسہ نامِ تو تابندہ باد

مسلم گزٹ کے اجراء کا پس منظر

اڑیسہ میں اُردو صحافت کا آغاز اگرچہ ماہ نامہ المنصور سے ہو چکا تھا لیکن عوامی سطح پر یہ جریدہ صحافت کی تہہ داریوں سے ترسیل عامہ کا ذریعہ بن نہیں پایا۔ چنانچہ چند بیدار ذہن لوگوں میں ایک ہفتہ وار اخبار کے اجرار کی تحریک پیدا ہوئی۔ مسلم گزٹ کے اوّلین شمارہ کے اداریہ میں اخبار کے اجرار کی اہمیت اور قومی ارتباط کے نقطۂ نظر سے اس کی شدید ضرورت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اڑیسہ میں اُردو کی پیش رفت کے سلسلے میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

۱۔ صوبہ کے اہم مقامات میں اُردو کتب خانے قائم کرنا جن میں ہر علم وفن کی اُردو کتابیں، اخبارات ورسالے موجود ہوں۔

۲۔ اُردو اخبارات ورسائل کی اڑیسہ میں اشاعت۔

۳۔ اردو شعرار اور مصنفین کے کلام کی اشاعت۔

۴۔ عوام میں نیز مکتبوں، اسکولوں، کالجوں اور مدرسوں کے طلبار کے لیے ایسے ذرائع بہم پہنچانا جن سے ان میں اُردو سیکھنے کا ذوق وشوق پیدا ہو۔

سماجی ارتباط کے ساتھ ساتھ اڑیسہ میں اُردو تعلیم کے فروغ میں بھی 'مسلم گزٹ' نے اہم رول ادا کیا ہے۔ ۱۵ر اگست ۱۹۳۷ء کو جمعیۃ العلمار ہند شاخ اُڑیسہ کے ایک عام اجتماع میں چند اہم تعلیمی تجاویز پیش کی گئی تھیں، جن میں صوبہ اُڑیسہ میں مدرسہ اگزامینیشن بورڈ کے قیام پر زور دیا گیا تھا۔
۱۹۳۶ء میں اڑیسہ بہار سے الگ ہو کر ایک خود مختار صوبے کی حیثیت سے قائم ہوا، لیکن یہاں کے مدارس کے امتحانات بہار مدرسہ اگزامینیشن بورڈ کے زیرِ اہتمام ہوتے رہے۔ سالہا سال کی کدو کاوش کے بعد

۱۹۷۰ء میں اڑیسہ مدرسہ اگزامینیشن بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔ اور اڑیسہ کے تمام علومِ مشرقیہ کے مدارس کا الحاق ریاستی مدرسہ اگزامینیشن بورڈ کے ساتھ ہوا۔

"مسلم گزٹ" کی اہم خبریں

"مسلم گزٹ" میں شاہ سرخیوں کے ساتھ ہر شمارے میں بیسیوں تازہ خبریں ہوا کرتی تھیں۔ ان خبروں میں سے پچاس فی صد خبریں ریاستی ۲۰ فی صد بین ریاستی اور ۳۰ فی صد بین الاقوامی ہوا کرتی تھیں ان خبروں کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ ان سے اڑیسہ کی تاریخ اور تہذیب کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اور عوام کے معاصر سیاسی معتقدات کا بھی پتہ چلتا ہے۔ مثال کے طور پر چند خبریں ملاحظہ ہوں۔

بری ضلع کٹک میں ٹینری

معلوم ہوا ہے کہ اتکل ہری جن سیوا سنگھ کی طرف سے بابو منموہن چودھری کو کلکتہ اس لیے بھیجا گیا ہے کہ وہاں سے چمڑا ٹیننگ سیکھ کر آنے سے بری ضلع کٹک میں ایک ٹینری (TANNARY) کھولی جائے گی، جس کے لیے مکان وغیرہ تیار ہو چکے ہیں۔[۱]

"کٹک، ۲ر اگست، ۱۹۳۰ء: گزشتہ ۲۵ر تاریخ کو کٹک حفاظتی کمیٹی کا ایک جلسہ رام چندر بھون میں ہوا جس میں اڑیسہ کے دارالسلطنت کے لیے کٹک منتخب کیا گیا۔ اس سلسلے میں عن قریب ایک وفد وزارتِ اڑیسہ سے ملاقات کرے گا۔"[۲]

"بھدرک شنکر پور کے رئیس حاجی مولا بخش خاں صاحب نے اپنی جائیداد کا ایک قیمتی حصہ تعلیم اور دیگر چند کارِ خیر کے لیے وقف کیا ہے۔"[۳]

۱؎ مطبوعہ مسلم گزٹ کٹک : جلد ۱ شمارہ : ۷ بابت ۱۵ر جولائی ۱۹۳۷ء ص: ۶

۲؎ " " " : جلد ۱ شمارہ : ۱۳ ۲ر اگست ۱۹۳۷ء ص: ۶

۳؎ " " " : جلد ۱ شمارہ : ۷ ۱۵ر جولائی ۱۹۳۷ء ص: ۴

بہار سے الگ ہونے کے بعد اڑیسہ کی راجدھانی کٹک ہی میں قائم ہوئی۔ شہر کٹک میں اڑیسہ کی راجدھانی کے قیام کے سلسلے میں جو عوامی تحریکیں بروئے کار آئیں، اُن کی نشان دہی پیش نظر خبر سے ہوتی ہے۔

محولہ بالا پہلی خبر اڑیسہ میں سماجی تبدیلیوں کی مظہر ہے۔ شری من موہن چودھری اُڑیسہ کے معروف سرودیہ لیڈر شری گوپ بندھو چودھری اور عظیم گاندھی وادی سوشل ورکر شری متی رما دیوی کے صاحبزادے ہیں۔ ملک کی آزادی کے حصول میں اہنسا کے اصول پر گامزن رہ کر عوامی فلاحی کاموں کے لیے جن چند لوگوں نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی، ان لوگوں میں شری گوپ بندھو چودھری، ان کی رفیقۂ حیات شریمتی رما دیوی اُن کے صاحبزادہ من موہن چودھری اور داماد نترت چندر مہارنا کا نام آتا ہے۔ خصوصی طور پر ہریجنوں کی فلاح اور ان کے سماجی عروج کے لیے مذکورہ حضرات نے پورے صوبے میں وہ بے لوث خدمات اور کارنامے انجام دیئے ہیں، جن کی وجہ سے انھیں اڑیسہ کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ بری کٹک میں چمڑے کی ٹینری کے بارے میں جو خبر مسلم گزٹ میں شائع ہوئی تھی، اس دور کے قنوطیت پسند اور سماجی بھید بھاؤ رکھنے والوں کے لیے ایک تازیانۂ عبرت کی حیثیت رکھتی ہے۔

آج بری میں (جہاں گوپ بندھو چودھری کا آشرم تھا) گوپ بندھو چودھری کالج قائم ہے بھوبنیشور میں خواتین کی اعلیٰ تعلیم کے لیے مختص "رما دیوی ویمنز کالج" قائم ہے۔ اڑیسہ کے عوام رما دیوی کی بے لوث عوامی خدمات کی بنا پر انھیں مدر تریسا کا مقام دیتے ہیں اور جذبۂ عقیدتمندی سے مغلوب ہو کر انھیں "ماں" کہتے ہیں۔

تیسری خبر حاجی مولا بخش کے ایثار سے متعلق ہے۔ حاجی مولا بخش بھدرک کے رئیس تھے اور اردو کے صوفی المسلک شاعر جنھوں نے اُردو کے فروغ میں خاصا حصہ لیا ہے۔ ان کے متعدد شعری مجموعے کتابچوں کی شکل میں شائع ہوئے ہیں۔ انھوں نے اردو تعلیم کے فروغ کے لیے بھدرک میں اپنی جائیداد کا ایک قیمتی حصہ وقف کر دیا تھا۔ ہر دور میں اُردو اخبارات اور جرائد کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے۔ اُردو صحافت کی پیش رفت میں عام طور پر جو چیز آڑے آتی رہی ہے وہ اُردو کے قارئین کی عدم دل چسپی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اڑیسہ جیسے دور اُفتادہ مقام سے اردو کے ایک ہفتہ وار اخبار کا اجرا اور اس کی اشاعت میں مالی خسارہ اور ساتھ ساتھ گوناگوں مسائل سامنے آتے ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں جب مسلم گزٹ اڑیسہ کے چرخِ صحافت پر طلوع ہوا تو نظریاتی اختلاف کے باوجود

یہ اڑلیسہ کے اردوداں عوام کا مرغوب و مقبول اخبار رہا ہوگا، لیکن زیادہ دنوں تک مسلسل خسارے کا متحمل ہو نہ پایا ہوگا۔ حالاں کہ "مسلم گزٹ" ملک کی آزادی سے قبل قومی دھارے میں پیش قدمی کرنے والی سیاسی جماعت کانگریس کا حامی اور مسلمانوں کے مسائل کی نمائندگی کرنے والا اڑلیسہ کا واحد اردو اخبار تھا، لیکن ان تمام اہمیتوں کے باوجود "مسلم گزٹ" زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا۔ آج اڑیسہ کے اردوداں حضرات کے ذاتی کتب خانوں یا کسی پبلک لائبریری میں شاید ہی "مسلم گزٹ" کا کوئی شمارہ دستیاب ہو۔ راقم الحروف نے نہایت عرق ریزی سے اس کے ۱۳ شمارے فراہم کیے جو انتہائی خستگی کے عالم میں ہیں۔

ہفتہ وار "دورِ جدید" کٹک

"دورِ جدید" اڑلیسہ سے شائع ہونے والا دوسرا ہفتہ وار اخبار تھا جو مولوی عبدالرشید نقاد کی ادارت میں کٹک کے لکشمی نرائن پریس میں طبع ہو کر شائع ہوا کرتا تھا۔ دورِ جدید کے چند شمارے راقم الحروف نے ۵۴-۱۹۵۲ء کے دوران مدرسہ سلطانیہ کٹک کی لائبریری میں دیکھے تھے، لیکن افسوس کہ اب اُس کا کوئی شمارہ دستیاب نہیں ہے۔ یہ اخبار بھی مسلم گزٹ کی طرح اردو ٹائپ میں طبع ہوتا تھا اور اس میں بھی آٹھ صفحات ہوا کرتے تھے۔ صحافت کے نقطۂ نظر سے یہ اخبار قومی اور ملی مسائل پر مبسوط مضامین اور مقامی و بیرونی خبروں کا تر و تازہ گلدستہ تھا۔ لیکن یہ بھی مالی مشکلات کی زد میں زیادہ دنوں تک پنپ نہ سکا۔

ہفتہ وار "بیداری" کٹک

اڑلیسہ کے مسلم طلبار کی انجمن نے ۱۹۴۱ء میں ایک ہفتہ وار اخبار "بیداری" کا کٹک سے اجرار کیا تھا، جس کے مدیر محمد عبدالدیان اور منیجر ہمایوں قدر بیگ تھے۔ چار صفحات پر مشتمل یہ ہفتہ وار کٹک لکشمی نرائن پریس سے اردو ٹائپ میں طبع ہوا کرتا تھا۔

"بیداری" کا صرف ایک ہی شمارہ (بابت ۱۰ جولائی ۱۹۴۱ء) ہمایوں قدر بیگ کے توسط سے راقم الحروف کو دستیاب ہوا۔ اخبار کے ٹائٹل کا آغاز ذیل کے شعر سے ہوتا ہے:

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جائیں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جائیں

اس شمارے کے صفحۂ اول پر جلی حروف میں عبدالحلیم نقیبؔ سونگڑوی کی ایک نظم "خطاب بہ مسلم" شائع ہوئی ہے اور "اپنوں سے چند باتیں" کے عنوان سے اداریہ میں قومی مسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔ نامساعد حالات کی بنا پر اس کی اشاعت بھی چند شماروں تک ہی محدود رہی۔

دوماہی "شاخسار" کٹک

اڑیسہ کی اُردو صحافت کی تاریخ میں اولین معیاری ادبی جریدہ کا آغاز ۱۹۶۵ء میں امجد نجمی کے زیرادارت دوماہی 'شاخسار' کے اجراء سے ہوا۔ شاخسار کا اولین شمارہ ۸۴ صفحات پر مشتمل جون جولائی کا شمارہ تھا جس کی کتابت غلام رسول نسیمؔ کٹکی نے کی تھی۔ اور سرورق کا ڈیزائن ونود راوت نے تیار کیا تھا۔ اڑیسہ میں اُردو کا کوئی پریس نہ ہونے کی وجہ سے رسالہ کی کتابت کٹک میں اور طباعت نیبل لیتھو پریس پٹنہ میں ہوا کرتی تھی۔

"شاخسار" کی مجلس مشاورت سید حرمت الاکرام، مظہر امام، کرامت علی کرامت اور راقم الحروف پر مشتمل تھی۔ مدت دراز سے اڑیسہ میں اُردو کے ایک ادبی رسالہ کی اشاعت کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ شہر کٹک اڑیسہ میں اردو ادب کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا۔ اور وہاں اردو کی ادبی سرگرمیاں، مشاعرے اور مذاکرے باقاعدگی کے ساتھ منعقد ہوا کرتے تھے۔ خصوصی طور پر جناب امجد نجمی کی ادبی سرگرمیوں اور کرامت علی کرامت کی شعری تخلیقات اور تنقیدی نگارشات نے پورے صوبے کو اُردو دنیا کے ساتھ مربوط و منسلک کر دیا تھا۔

"شاخسار" کی سالانہ قیمت صرف تین روپے اور فی شمارہ کی قیمت پچاس پیسے تھی۔ 'شاخسار' کے مدیر امجد نجمی بنیادی طور پر شاعر اور ادیب تھے۔ انھیں اردو صحافت کا کوئی سابقہ تجربہ تو نہ تھا لیکن صحافت سے دلچسپی ضرور تھی۔ دوسری طرف کرامت علی کرامت جو 'شاخسار' کے روحِ رواں تھے، انھیں بھی صحافت کا کوئی تجربہ نہ تھا، تجربہ کے اس فقدان کے باوجود "شاخسار" کا پہلا شمارہ جب ملک کے دور دراز گوشوں میں قارئین تک پہنچا تو لوگ اس کی ادبی اہمیت کے قائل ہو گئے۔ "شاخسار" سے قبل اڑیسہ

کی اردو صحافت کی تاریخ میں جو بھی اخبار یا جرائد شائع ہوئے۔ ان کی اشاعت صرف اڑیسہ تک ہی محدود رہی۔ اس طرح اساسی طور پر اڑیسہ میں اُردو کی بنیادیں مضبوط تو ضرور ہوئیں، لیکن جہاں تک ادبی اور سماجی نظریات کا تعلق تھا اُن میں وسعت اور فکر کی گہرائی پیدا نہ ہو سکی۔ 'شاخسار' کی اشاعت اردو صحافت کی تاریخ میں بالعموم اور اڑیسہ کی ادبی تحریکوں کے لیے بالخصوص مشعلِ راہ ثابت ہوئی۔ سب سے اہم چیز 'شاخسار' کا آفاقی نظریۂ ادب اور بین الاقوامی سطح پر ادبی تحریکوں کا مطالعہ تھی۔ 'شاخسار' میں جو بھی تخلیقات شریکِ اشاعت ہوئیں، ان میں ادبی معیار و اقدار پیشِ نظر رہی ہیں۔

۱۹۶۳ء میں کرامت علی کرامت نے اڑیسہ کے اُردو شاعروں کا انتخابِ کلام ان کے سوانحی نوٹ کے ساتھ "آبِ خضر" کے نام سے شائع کیا تھا۔ "آبِ خضر" کی طباعت کے بعد سے اڑیسہ کے متعدد شعرا اور شاعرات کے کلام سے 'شاخسار' نے اُردو دنیا کو متعارف کرایا۔

۲؍ اگست ۱۹۶۷ء کو اُردو کے حقوق کے تحفظ کی خاطر کانپور میں شری دیونرائن پانڈے نے ۲۰ گھنٹوں کی بھوک ہڑتال کر کے اپنی جان قربان کر دی تو 'شاخسار' نے نمایاں طور پر پانڈے جی کے نام ایک سوگوار گوشہ شائع کیا۔

عام طور پر جو دشواریاں اردو کے ادبی جرائد کی راہ میں حائل ہوتی ہیں، ان سے کہیں زیادہ 'شاخسار' کی باقاعدہ اشاعت میں پیش آتی رہیں۔ کٹک سے کرامت علی کرامت کا تبادلہ سندر گڑھ ہو گیا۔ اس طرح شاخسار کی ترتیب و تدوین سندر گڑھ میں، طباعت پٹنہ کے لیبل لیتھو پریس میں اور اس کی اشاعت کٹک میں ہوتی رہی۔ ترتیب اور عمل کے اس تکون کی وجہ سے خاصا وقت اور اخراجات کا بار بھی نسبتاً بڑھ گیا۔ "شاخسار" نے اپنی تاریخ اشاعت میں کبھی بھی اشتہارات کو ذریعہ آمدنی نہیں بنایا۔ رفتہ رفتہ 'شاخسار' کے خریداروں کی تعداد اور اس کے سرکولیشن میں اضافہ ہوا۔ اس سلسلے میں اطہر عزیز نے کافی محنت کی اور اپنی صلاحیتوں اور لگن کی بنا پر 'شاخسار' کا دائرۂ اشاعت وسیع سے وسیع تر کیا۔ لیکن ان تمام وسائل کے باوجود 'شاخسار' ہمیشہ خسارہ کا سودا رہا۔

کرامت علی کرامت کے والد مرحوم مولوی علی رحمت کی پس اندوختہ رقم سے جو سُود بینک سے حاصل ہوتا تھا۔ 'شاخسار' کی اشاعت پر خرچ ہوتا تھا۔ 'شاخسار' کے خریداروں سے جو رقم حاصل ہوتی تھی وہ ڈاک کے اخراجات کے لیے بھی ناکافی تھی۔ اس طرح مولوی رحمت علی مرحوم کی پس اندوختہ

قوم کے توسط سے "شاخسار" ۹ سال تک شائع ہوتا رہا۔

"شاخسار" کے عرصۂ اشاعت کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اڑلیسہ کی اُردو صحافت میں اُس کے ۴۶ شماروں کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ "شاخسار" کا اوّلین شمارہ جون جولائی ۱۹۶۵ء کا تھا اور آخری شمارہ مئی ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا تھا۔ "شاخسار" کے ۴۰ شمارے ۱۹۷۲ء تک دوماہی کی حیثیت سے یبل لیتھو پریس پٹنہ سے شائع ہوئے۔ پھر ماہ نامہ کی شکل میں ۴۱ سے ۴۶ تک سرفراز قومی پریس لکھنؤ سے طبع ہوئے۔ شمارہ ۱۱ تا ۱۳، ۱۹۶۷ء تک اداریہ امجد نجمی لکھتے رہے۔ اس کے بعد کے اداریے کرامت علی کرامت نے لکھے۔ یکم فروری ۱۹۷۴ء کو امجد نجمی کی وفات کے بعد "شاخسار" کی اشاعت ملتوی ہوگئی۔ ۹ سال کی مدت اشاعت میں شاخسار نے اردو قارئین کو مندرجہ ذیل خاص نمبر عطا کیے، جو اپنی ادبی اہمیت کے لیے ناقابلِ فراموش ہیں۔ شمارہ نمبر ۱-۲ سنہ ۱۹۶۸ء، شمارہ نمبر ۲۲-۲۳ سنہ ۱۹۶۹ء، شمارہ نمبر ۲۴-۲۵ سنہ ۱۹۶۹ء، شمارہ نمبر ۲۶-۲۷-۲۸ سنہ ۱۹۷۰ء، شمارہ نمبر ۴۱-۴۲-۴۳-۴۴ سنہ ۱۹۷۲ء، شمارہ نمبر ۴۴-۴۵-۴۶ سنہ ۱۹۷۳ء اگر "شاخسار" کے مشتملات سے قطع نظر صرف بزم شاخسار میں مطبوعہ اکابرین ادب کے خطوط کا جائزہ لیا جائے تو اس عہد میں اُردو کی تحریک اور عام رویوں کی مکمل داستان مرتب کی جاسکتی ہے۔

ماہ نامہ "صدائے اڑلیسہ" کٹک

شاخسار کی اشاعت ملتوی ہونے کے بعد اُڑلیسہ کی اُردو صحافت کی تاریخ میں ۱۹۷۳ء سے ۱۹۸۲ء تک خلا رہا۔ چند حضرات نے اپنی مساعئ جمیلہ سے یکم جون ۱۹۸۲ء کو کٹک سے "صدائے اڑلیسہ" کے نام سے ۱۶ صفحات پر مشتمل اُردو/اُڑیا ذولسانی نیوز میگزین کا اجرا کیا۔ اس کا اوّلین شمارہ اپنے اندر دوہری خصوصیت رکھتا تھا۔ جس کے ۱۲ صفحات اُردو میں اور ۴ صفحات اُڑیا میں شائع ہوئے۔ ضیاءالدین محمد یونس اُس کے مشیر اعلیٰ ہیں اور شیخ قریش مدیر انتظامیہ۔ ابتدا میں اس کے ادارہ تحریر میں سعید رحمانی فرحت زیدی اور شفیق الرحمٰن عاجز سونگڑوی شامل تھے۔ یہ اخبار شروع میں کلکتہ کے تاج پریس میں طبع ہوکر کٹک سے شائع ہوتا تھا۔ اس کا چھٹا اور ساتواں مشترکہ شمارہ "امجد نجمی نمبر" تھا۔ یہ شمارہ اگرچہ صرف آٹھ صفحات پر محیط تھا، لیکن مواد کے لحاظ سے خاصی ادبی اہمیت کا حامل تھا۔ اس شمارہ

میں سعید رحمانی کی نظم "نذر نجمی"، یوسف جمال کا مضمون "امجد نجمی"، ضیاء الدین محمد یونس اور شیخ قریش کا تفصیلی انٹرویو "بیگم نجمی" سے ایک ملاقات"، "کرامت علی کرامت کا خاکہ" "امجد نجمی کے سوانحی حالات ایک نظر میں"، شیریں باسط کا ایک مقالہ "امجد نجمی کا فنی شعور" اور نورالدین احمد کا خاکہ "حیاتِ مسیح ایک نظر میں" خاصے کی مشتملات ہیں۔ یہ شمارہ فرحت زیدی اور شفیق الرحمٰن عاجز کے حسنِ رقم کا نمونہ ہے۔ جس کی طباعت آفسیٹ پر کٹک ہی میں ہوئی۔

اب صدائے اُڑیسہ" کے ادارے میں ناگپور کے بزرگ شاعر شارق جمال نے بھی بہ حیثیتِ معاون مدیر شرکت کی ہے۔

"صدائے اڑیسہ" کے زیر اہتمام نومبر ۱۹۸۳ء میں پہلی مرتبہ ایک آل انڈیا مشاعرہ دوروزہ آل اڑیسہ اردو کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا جو کٹک کی ادبی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ اگر یہ اخبار ترتیب و اشاعت میں سنجیدگی کی راہ پر گامزن ہو تو مستقبل میں اڑیسہ کی اردو صحافت کو پائیداری اور مقبولیت حاصل ہو سکتی ہے۔

اُڑیسہ میں اُردو صحافت کے ضمن میں بلا تامل یہ کہا جا سکتا ہے کہ "المنصور" سے "صدائے اڑیسہ" تک شہر کٹک ہی علم و ادب کے ساتھ صحافت کا گہوارہ رہا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں راقم الحروف نے بری سے ماہ نامہ "لہریں" جاری کیا تھا جس کے تین قلمی شمارے سامنے آئے۔ ویسے اڑیسہ کے مختلف تعلیمی اداروں سے سالانہ میگزین شائع ہوا کرتے ہیں، جن میں سے بھدرک کالج، راونشا کالج، شیل بالا ویمنز کالج، بخشی جنگ بندھو کالج، نارائن چندر کالج، کندرا پاڑہ کالج، فقیر موہن کالج، اُڑیہ بازار، اردو گرلز اسکول، سعید سمیزی، راونشا کالجیٹ، راورکیلا اردو ہائی اسکول، نارائن چندر ہائی اسکول اور بھدرک ہائی اسکول کے میگزین میں اُردو کے ضمیمے شریکِ اشاعت ہوتے ہیں، جن میں متعلقہ ادارہ کے طلبہ و اساتذہ کی تحقیقات شائع ہوتی ہیں۔

ؤ